غربی کی بجائے امیری ختم کرو

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی

19 جولائی 2008 نوائے وقت

یہ کیسے لوگ ہیں جو خیرات نہیں لیتے' زکوٰۃ نہیں لیتے' بھیک نہیں مانگتے' مگر قرض لیتے ہیں اور پھر قرض ادا کرتے ہیں۔ وہ لوگ کیسے ہیں جو صرف غریبوں کو قرض دیتے ہیں۔ ''اخوت'' کی تقریب میں شریک ہو کر میں حیران ہوا۔ حیرت جیسی کیفیت اور کوئی نہیں۔ آج کل ہماری قسمت میں پریشانی ہی پریشانی ہے' حیرانی نہیں ہے۔ ڈاکٹر امجد ثاقب غریب نہیں لیکن غریبوں سے پیار کرتا ہے۔ ہمارے سیاستدان' افسران اور حکمران غربی ختم کرنے کے وعدے تو کرتے ہیں' دعوے بھی کرتے ہیں مگر کرتے کچھ نہیں۔ ان کے سارے منصوبے امیروں کے لئے ہوتے ہیں۔ ان کی طرف سے قرضے بھی امیروں کو ملتے ہیں' کروڑ پتی' کھرب پتی لوگوں کو قرضے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ اپنی امیری بڑھانے کے لئے جائز' ناجائز کام کرتے رہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ایک حد سے زیادہ امارت کرپشن اور نمبر دو سرگرمیوں کے بغیر نہیں ہوتی۔ ہمارے ہاں عجب معاملہ ہے کہ امارت بڑھانے کے لئے غربت بڑھانا ضروری ہو گیا ہے۔ غربت کی سطح کے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور امارت کی سطح سے بھی اوپر زندگی بسر کرنے والوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔

میرا سوہنا ابا ایک دعا مانگا کرتا تھا۔ اب اس کی معنویت ایک آسمان کی طرح میرے سر پہ کھڑی ہے۔ ''اے خدا مجھے غربی سے بچا''۔ اس کے ساتھ ہی کہتے ''اے خدا مجھے امیری سے بچا''۔ حد سے زیادہ غربی جرم ہے اور حد سے زیادہ امیری ظلم ہے۔ جرم اور ظلم دونوں کو ختم کرنا ہو گا۔ ہم نہ جرم ختم کر سکے اور نہ ظلم ختم کر سکے۔ کچھ لوگ ہیں جو غربی ختم کرنے کا ارادہ تو رکھتے ہیں۔ ہماری حکومتیں تو ہمارے لوگوں کو بھکاری بنا رہی ہیں۔ زکوٰۃ کو بھی بھیک اور کرپشن کے درمیان کوئی عمل بنا دیا گیا ہے۔ میرے آقا و مولا محسنِ انسانیت رسولِ کریم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ زکوٰۃ دینے والے سے زکوٰۃ نہ دینے والا اچھا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیسے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ آدمی کو اتنا امیر ہونا ہی نہیں چاہیئے کہ اس پر زکوٰۃ لاگو ہو۔ ایسا معاشرہ آئیڈیل ہے جہاں نہ کوئی امیر

ہو نہ کوئی غریب ہو۔

میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر امجد ثاقب ان لوگوں میں سے ہے جو ایسے معاشرے کی تعمیر کا خواب زندہ رکھے ہوئے ہے اور اس کی تعبیر غریبوں میں بانٹنا چاہتے ہیں۔ مولا علیؓ نے فرمایا تھا کہ اے لوگو! تم سے ابو طالب کا بیٹا سب کچھ چھین لے گا تو تم کہو گے کہ میں نے تم سے ناحق کیا۔ میں نے تو تمہیں اصل حق کی طرف لوٹایا۔ حضرت علیؓ کی یہ بات قرآن کی اس آیت کی تفسیر ہے ''تم دے دو اللہ کی راہ میں جو تمہاری ضرورت سے زائد ہے''۔

مجھے دولت مند پسند نہیں مگر وہ دولت مند جو دردمند بھی ہو۔ کیا وہ بھی انسان ہیں جن کے پاس نہ دل ہے نہ دماغ ہے۔ جن کے پاس صرف پیسہ ہے۔ دولت کے ساتھ دل کی دولت بھی ہو تو کمال ہے۔ غربت کے ساتھ غیرت بھی ہو۔

حیران ہوں کہ دار سے کیسے بچا ندیم
وہ شخص تو غریب اور غیور انتہا کا تھا

دونوں جہانوں کے سردار رسول کریمؐ نے غریب ہونا پسند کیا۔ آپؐ نے فرمایا میں چاہوں تو بدر اور احد کے پہاڑ سونے کے ہو جائیں مگر میں اللہ کی بارگاہ میں عاجز اور غریب کے طور پر جانا چاہتا ہوں۔

غریبی کبھی بدنصیبی نہ تھی تو پھر کون لوگ ہیں جنہوں نے اسے ایک الزام اور ایک طعنہ بنا دیا۔ میں نے ایک بار سرمایہ داروں کی محفل میں کہا تھا کہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ تم اپنی امیری سے ہاتھ دھو بیٹھو اور ہمیں بھی ''امیری'' سے نوازو مگر تم ہم سے غریبی تو نہ چھینو۔ تم نے ہم پر ظلم کیا ہے کہ ہم سے ہماری غریبی چھین لی ہے۔ ہم اپنی غریبی کو خوش نصیبی جانتے تھے۔ آسودگی اور عزت مندی سے زندگی گزارتے تھے۔ اب تم نے زندگی کو شرمندگی اور درندگی کے درمیان ایک عذاب بنا دیا ہے۔ ہم درندہ نہیں بن سکتے تو ہمارے لیے یہی کچھ بچا ہے کہ ہم شرمندہ ہو جائیں۔ ہم زندہ نہیں ہیں شرمندہ ہیں!

ڈاکٹر محمد امجد ثاقب نے ''اخوت'' کے ذریعے لوگوں کو یہی غریبی لوٹانے کا جتن کیا ہے اور یہ سب سے بڑی نیکی ہے۔ انہوں نے سول سروس یعنی حکومت سے بھی بڑی افسری چھوڑ دی

ہے اور اپنے آپ کو غریبوں کے لیے وقف کر دیا۔ کوئی سوچ سکتا ہے کہ دس پندرہ ہزار کے قرضے سے ایک بیوہ خاتون اپنی زندگی کا سفر شروع کرے، بچوں کو پڑھائے، بچیوں کی شادی کرے اور قرض بھی واپس کر دے۔ اب تک تیس ہزار گھرانے اپنی زندگی کو ایک اور زندگی بنا چکے ہیں۔ ایسا ہی ایک آدمی پاکستان میں ڈاکٹر اختر حمید تھا جس نے کراچی میں دنیا کی سب سے بڑی کچی آبادی کو ایک ''پکی دنیا'' بنا دیا۔ ایک اور محترم خاتون روشانِ ظفر ہے۔ وہ ممتاز قانون دان اور دانشور سینیٹر ایس ایم ظفر کی صاحبزادی ہیں۔ وہ بھی ہزاروں خاندانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا راستہ فراہم کر چکی ہیں بلکہ ان کے لیے یہ راستہ ہموار کر چکی ہیں۔ یہ کیسے مقروض ہیں جو اس قدر معزز ہو چکے ہیں۔ تقریباً سو فیصد لوگ قرض واپس کرتے ہیں ورنہ ہمارے ہاں اربوں کروڑوں کے قرضے معاف کروائے جاتے ہیں اور غریبوں کے لیے قرض حاصل کرنا مصیبت ہوتی ہے، واپس کرنا زیادہ مصیبت ہوتی ہے۔ چند لاکھ روپے کے قرضے کے لیے غریبوں، کسانوں اور عام انسانوں کو پولیس کے ذریعے ذلیل وخوار کیا جاتا ہے۔ لوگ اپنے گھر میں بے گھر ہو جاتے ہیں۔ اپنے وطن میں بے وطن ہو جاتے ہیں۔ امیر کبیر اور وزیر شذیر تو جلاوطنی میں بھی ہم وطنی کے مزے لوٹتے ہیں اور ہم وطنی کو بھی جلاوطنی کی طرح گزارتے ہیں۔ یہ کیسا وطن ہے جہاں کروڑوں اربوں روپے کے قرضے بھی مل جاتے ہیں اور پھر معاف بھی ہو جاتے ہیں مگر ہزاروں لاکھوں روپے کے قرضے نہیں ملتے اور اس کی واپسی کے لیے تھانے اور جیلوں کی سیر کراتے ہیں۔

قرضہ لینا سنت ہے۔ حضورؐ نے قرضہ لیا بھی اور قرضہ دیا بھی۔۔۔۔ مگر یہ قرضِ حسنہ ہے۔ بلا سود معاملے نے ڈاکٹر امجد ثاقب کو عزت مندی اور کامیابی دی۔ آخر کوئی جذبہ تو اس کے دل میں ہے ورنہ قرضِ حسنہ کے لیے کہتے ہیں کہ یہ وہ قرضہ ہے جب مقروض سے مانگا جائے تو وہ آگے سے ہنسنا شروع کر دے۔ قرض واپس کرنے اور قرض ادا کرنے کی روایت بھی اب ہمارے ہاں نہیں۔ وہ لوگ کتنے بڑے لوگ ہیں کہ خدا جن کا مقروض ہے۔ جس نے خدا کے بندے کو قرضہ دیا اس نے خدا کو قرضہ دیا۔ یہ مقروض اور محبوب برابر ہو گئے ہیں۔ میرے لیے اورینٹل کالج میں ایک اچھی لڑکی نے داخلہ فیس دی تھی۔ پھر میں اس قابل ہو گیا کہ یہ قرض اتار دوں۔ میں نے اسے کہا کہ میں اس سے زیادہ بھی ادا کر سکتا ہوں مگر ''میں تیرا مقروض رہنا چاہتا ہوں''۔ اس نے کہا کہ

تم اربوں روپے بھی دے دو تو بھی یہ کیفیت بھاری ہے اور میں آج بھی اس کا مقروض ہوں۔

شوکت خانم ہسپتال میں عمران نے یہی کام کیا ہے جو دنیا میں مثال ہے۔ عبدالستار ایدھی بھی دنیا کے چند بڑے آدمیوں میں سے ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے پاکستانیوں کے علاوہ کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے زیادہ مخیّر لوگ پاکستان میں ہیں۔ ''اخوت'' ایک پیغام کی طرح ہے۔ تمام مسلمان بلکہ انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ یہاں جنرل خالد مقبول' سیٹھ عابد' عامر محمود' حاجی انعام الٰہی اثر اور مجیب الرحمان شامی کا خاص طور پر نام لیا گیا۔ ڈاکٹر امجد ثاقب اور ہمایوں احسان کی تقریر میں ایک تاثیر تھی جو سامعین کے خوابوں کی تعبیر میں گھل گئی۔ اللہ پاکستان کے غریب لوگوں کی تقدیر اس طرح بدلے کہ وہ سونی ہو جائے۔